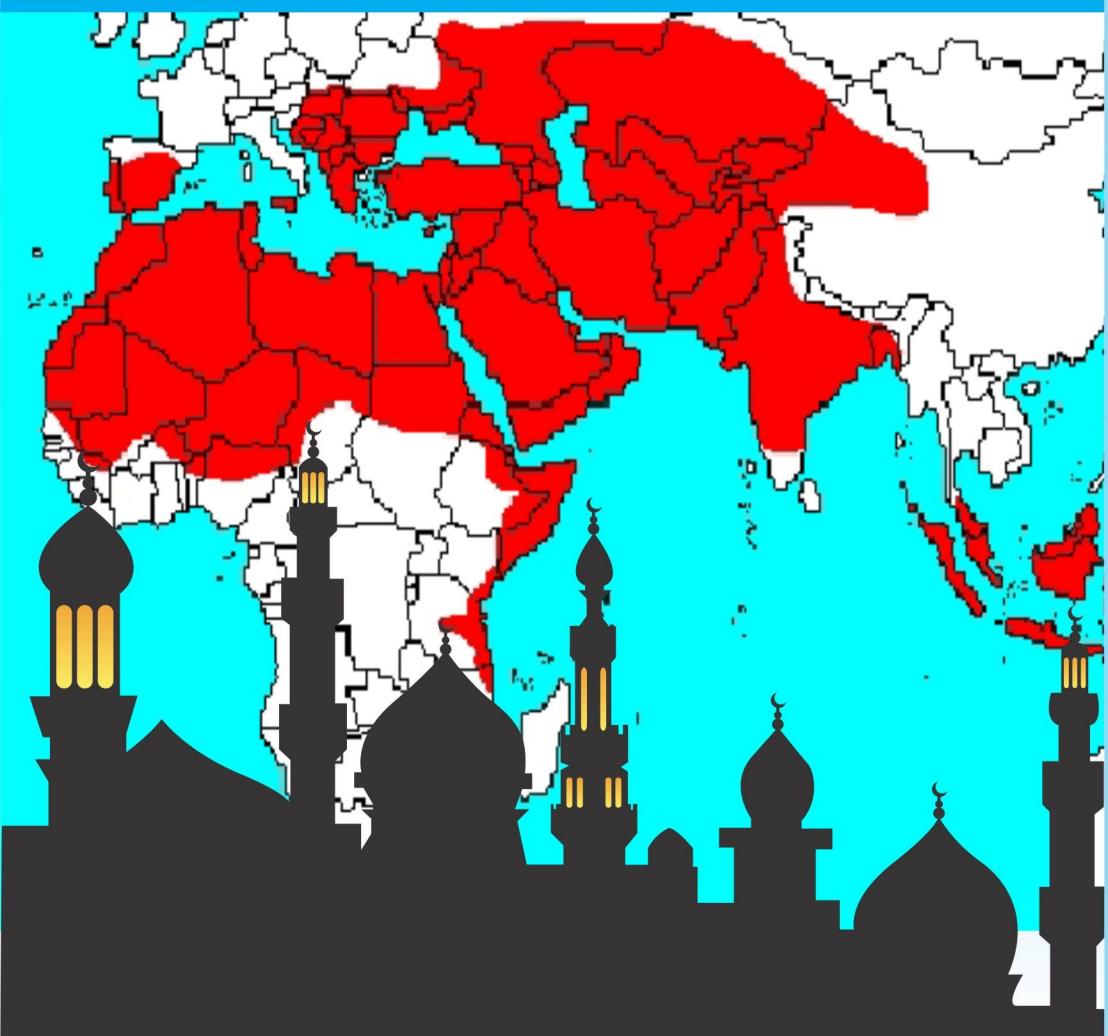


اسلامی اور پاکستانی حکومتیں

(ڈیڑھ ہزار سال کی مختصر روندا)

مرتبہ: محمد شیرہل

(بے سلسلہ حاصل مطالعہ)



اسلامی اور پاکستانی حکومتیں

(ڈیڑھزار سال کی تختیر و نکار)

محمد بشیر ہرل

اسلامی اور پاکستانی حکومتیں

(ذی ۱۰ ہزار سال کی مختصر رومدار)

اسلامی تعلیمات:

ملکتِ اسلام پر کی تیز رفتار تو سعی کی بنیاد اسلام کی سادہ قابل فہم اور قابل عمل تعلیمات تھیں جن کے دو بنیادی اصول ہیں۔ اول: اللہ تعالیٰ کو معبود واحد تسلیم کرنا، اور وہرے انسانوں کی اخلاقی تربیت۔

ساواتِ حقیقی کا یہ تصور کہ تمام کالے گورے، مشرقی مغربی، سب ایک باپ کی اولاد ہیں اور یہ کہ کسی آزاد مسلمان کو غلام نہیں بنایا جاسکتا، ایسے عوامل تھے جن سے اسلام کی مقبولیت میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ الہامی مذاہب کے انپیاء کرام کی لفظی نہیں کی گئی بلکہ ان کی تعلیمات میں جو تحریف ان کے پیشہ و روزہ ہی رہنمائی کے چکے تھے ان کی اصلاح کی گئی۔ مفتوح علاقوں میں اسلام قبول کرنے کی پابندی عائد نہیں کی گئی بلکہ جز یہ کے عوض بھی پورے حقوق اور تحفظ مہیا کئے گئے۔ مفتوح عوام کے ساتھ سلوک ایسا ہوتا کہ لوگ خود کو مفتوح کی بجائے آزاد بھیتے۔ یہ دلیل کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروقؓ پیدل داخل ہوئے اور تمام عیسائیوں اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا اعلان فرمادیا۔ سماجی سطح پر زکوٰۃ کے روپیہ کی مستحقین میں تقسیم، اور ذاتی سطح پر صفائی نماز۔ روزہ۔ حج ایسی پسندیدہ عبادات تھیں کہ لوگ ریشم کرتے۔ فرد کی آزادی کا تصور نہایت پرکشش تھا۔ خالق واحد کے ساتھ فرد کے ذاتی تعلق اور جوابدی کا تصور، انسان کی زندگی میں لطم و ضبط اور خود احتسابی کی عادت کو پختہ کر دیتا۔ یوں ہر مسلمان اچھائی میں دنیوی عزت اور آخرت کی سرخروئی تلاش کرنا نظر آتا۔

امت کا عروج:

۵۶۹ء میں حضور ﷺ کی ولادت باساعت، ۶۱۰ء میں بھارت ہوت، اور ۶۲۲ء میں وصال کے شین حضورگی حیاتِ اقدس کے اہم موڑ ہیں۔ مکہ میں بعثت کے بعد کے ۱۲ سال دعوت و ارشاد میں گزرے لیکن مدینہ پہنچتے ہی پہلی بار قاعدہ مسجد تعمیر ہوئی اور اخلاقی تربیت شروع ہو گئی۔ مدینہ پہنچنے کے بعد ۶۲۳ء میں جمیع اسلام کے اندرونی امور کے دروازے پر بھی دستک دی جا پہنچی تھی اور ۶۲۴ء میں حضور ﷺ کے وصال تک اسلامی ریاست قائم اور قانون سازی تکمیل ہو پہنچی۔ ریاستی، سماجی، عالمی، عسکری اور تجارتی غرضیکہ ہر شعبہ زندگی کے لئے عملی ہدایات دون ہو پہنچی تھیں۔ اسلام کا ظہور ایک ایسی امت کے طور پر ہوا جس کی اخلاقی، قانونی اور عسکری تربیت اس طرح کی گئی تھی کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے صحراء سے ابھر کر آدمی دنیا پر غالب ہو گئی۔ ۶۲۴ء میں حضورگی رحلت کے وقت پورا جزیرہ نماۓ عرب مشرف بے اسلام ہو چکا تھا۔ مکہ اور مدینہ میں کفار کا داخلہ بند ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کا اپنے نظام حیات پر یقین اتنا پہنچتا تھا کہ اس کی ترویج و اشتاعت کے جذبے کے تحت فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، جو خلافائے راشدین کے دور میں پوری قوت سے آگے بڑھا۔ خلافائے راشدین کے دور ہی میں خطہ عرب اسلام کے تحت تحد ہو چکا تھا۔ اور مجاہدین اسلام کو تین بار اعظموں تک پھیلا پھکے تھے۔ فارس (ایران) حضورگی رحلت کے بارہ سال کے اندر فتح ہو گیا۔ حضور کے وصال کا یک سوال کے اندر اندرا اسلامی افواج نے شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، پرشگال اور پہنچن کو فتح کر لیا۔ یہ ریا ایک صدی بعد ۶۲۷ء میں فرانس میں جا کر رُکا۔ دمشق کی خلافت بنواریہ (۶۲۱ء تا ۶۵۰ء) کے دور ہی میں اسلامی سلطنت ۷۲ لاکھ مرلح میل کے علاقہ پر پھیل پہنچی۔ ان کے بعد ۶۳۰ء سال تک ۳۲۶ لاکھ مرلح میل وسیع خلافت عباسیہ (۷۵۰ء تا ۱۰۳۱ء) کا شہری دور رہا جس میں تہذیب و فلفہ، سائنس و فلکیات کے میدان میں عراق دنیا کا لیدر بن کر ابھرا۔ اسی دوران میں شمالی افریقہ کے بربر قبائل نے مصر میں اسماعیلی شیعہ فاطمی حکومت (۹۰۹ء سے ۱۱۷۱ء) قائم کی جواہری سال تک ججاز، اور شمالی افریقہ کے وسیع علاقوں پر محبط رہی۔ اس عرصہ میں لمبی اتحاد اپنی پوری قوت سے پھیل رہا تھا اُنکے مغولوں (۱۲۰۶ء تا ۱۲۹۲ء) کی آندھی شرق و

مغرب پر چھا گئی۔ انہیں مغولوں کی اولاد میں امیر تیمور پیدا ہوا جس کی نسل سے بامنے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد ڈالی، انہیں کی اولاد سے خلافِ عثمانیہ ہوئے۔ دین ایک، خدا ایک، اور خلیفہ ایک کا تصور خلافت کی بنیاد تھا۔ اسی تصور کی بنیاد پر مغلوں کے بعد ۱۲۹۹ء میں ترکی میں سلطنتِ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا جو عراق، شام، چخار، مصر، لیبیا، تونس، رومانیہ اور بلقان کے علاقوں بیشمول، بلغاریہ، سرپاہا پر مشتمل تھی۔ یہ عظیم خلافت عثمانیہ (۱۲۹۹ء تا ۱۹۲۲ء) سوا چھ سو سال تک ۲۲ لاکھ مرلے میل پر پوری آب و ناب سے اور بحری قوت کے درہ بہ کے ساتھ روں جیسی بڑی حکومتوں کی آنکھ میں آنکھ ملا کر قائم رہی۔

پہلی جنگ عظیم اور خلافتِ عثمانیہ کا خاتمه :

۲۸ جون ۱۹۱۴ء کو سربوں نے ہمسایہ ریاست پیشہ ہرگ کے آسٹریون بھر ان اور اس کی بیوی کو قتل کر کے قبضہ کر لیا۔ اس کے پانچ ہفتے بعد چار سالہ جنگ عظیم اول شروع ہو گئی۔ جس میں سربوں کا جانی نقصان کسی بھی دوسری قوم سے نیا وہ ہوا، لیکن ان کے حملوں کے نتیجے میں پیشہ ہرگ کے لیڈروں نے سختی پکڑ دئے، اور ایک اسلامی مملکت کی بنیاد پر گئی جس میں مونٹی نیگرو۔ بوشیا۔ کروشیا۔ البانیہ۔ مقدونیہ اور ہنگری کے سارے علاقوں شامل تھے۔ ۱۹۱۵ء میں گیلی پولی کی جنگ میں ترکی نے اتحادی فوج کو شکست دے دی۔ جس کے بعد اتحادی عیسائیوں نے لارنس آف عربیا کی سازشوں کے ذریعہ عرب علاقوں میں خلافتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت کھڑی کر واڈی اور پھر دو سال بعد ۱۹۱۷ء میں یروشلم میں یہاں ای فوجیں داخل کر دیں۔ اس طرح ۱۹۱۹ء میں پیرس امن کا فرانس میں خلافت کے خاتمه کا اعلان کر کے اسلامی وحدت کا خاتمه کر دیا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں انگریز نے ۲۲ بھنی طور پر خلافت کی چھٹت ختم کر دی۔ ذرا سوچنے ایک ہی صدی کے اندر اندر دنیا کی عظیم ترین ۶۲۲ سالہ قدیم سلطنت کا کیا انعام ہوا۔ ۱۸۰۰ء میں خلافتِ عثمانیہ تین بڑے عظمیوں پر غالب تھی اور ۱۹۱۹ء تک اس کی تقسیم مکمل ہو چکی تھی۔ خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد بھٹانیہ اور فرانس نے شام۔ لبنان۔ فلسطین اور عراق کو آپس میں تقسیم کر لیا اور ایک لیگ آف نیشنز (جیعتِ اقوام) بنا کر وہاں سے اپنے اقدام کی سند جواز حاصل کر لی۔ اسی لیگ آف

نئی زندگی اور تحریک آزادی:

اس طرح بر طانوی اور فرانسیسی استعمار میں تو سچ تو ہو گئی لیکن ان کی معيشت اور نفیاں بہت مجروح ہوئی۔ بر طائیہ کے سات لاکھ فوجی ہلاک ہوئے اور فرانس کے تقریباً پاندرہ لاکھ۔ اوپر سے امریکی صدر نے بیرون پہنچ کر حق خود را دیت کافنر و ملند کر دیا۔ بعد میں اگرچہ امریکی وزیر خارجہ نے اس سے جان چھڑانے کے بہت جتن کے لیکن جن بوئیں سے باہر آچکا تھا۔ اور جنگ بند ہوتے ہی مصر اور ہندوستان میں تحریریک آزادی متحرک ہونے لگیں۔ ۱۹۴۵ء کے تو شمالی افریقہ اور شرق وسطی میں مغربی استعمار کی گرفت مضبوط رہی، لیکن دوسری جنگ عظیم نے ابھی حالت مزید کمزور کر دی۔ ان کی گرفت ڈھیلی ہو گئی اور اسلامی ممالک میں اسکے مہر پہنچنے لگے۔ ۱۹۴۵ء کے بعد پورے عالم اسلام میں آزادی کافنر گو نجخنے لگا۔ ۱۹۴۷ء میں بر طائیہ ہندوستان سے نکل گیا اور خود مختار پاکستان بھی قائم ہو گیا۔ لیکن ساتھ ہی فلسطین کو تقسیم کر کے اسرائیل کی یہودی ریاست قائم کر دی گئی۔ ۱۹۵۲ء میں مصر میں شاہ فاروق کی کی غیر حاضری میں فوجی کرٹل نے قبضہ کر لیا۔ ۱۹۵۸ء میں عراق میں شہنشاہیت کا خاتمه کر دیا گیا۔ اور وہاں کے باادشاہ کی لاش گلیوں میں گھسیتی گئی۔ ۱۹۶۲ء میں الجزائر نے اپنی جنگ آزادی جیت لی۔ مراکش اور تیونس بھی آزاد ہو چکے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں ۷۲ سالہ کرٹل قذافی نے شاہ اور لیس کا تختہ الٹ دیا اور ۱۹۷۷ء میں باادشاہ کو قتل کروادیا۔ اس طرح دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں کی فتح کے تین

دہائیوں کے اندر رمغربی استعمار اسلامی دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔

۲۰۱۱ء میں اسلامی ممالک کی حالت؟

لیکن آئیے آج کا جائزہ لیتے ہیں۔ مصر میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے عوض اربوں روپے کے قرضے معاون کرنے کے باوجود غربت کا دور دورہ ہے۔ اہرام کی سیاحت اور امریکہ کی نقد امداد پر بھروسہ ہے۔ ترکی مسلسل فوجی حکومتوں کا مزہ چکھے چکا ہے اور اسے دیوالیہ پن سے بچتے کے لئے IMF کے درپرستگ ویناپڑی ہے۔ البتہ ایران میں خالص مذہبی حکومت ہے۔ وہ ایشی ریسروچ میں بھی قابل قدر ترقی کر رہا ہے۔ سعودی عرب کی کل آمدن تیل سے ہے اور دفاع کے لئے پوری طرح ان کی پالیسیوں میں امریکہ ہی کا دھل ہے۔ عراق اور اس کا تیل امریکہ کے قبضہ میں ہے۔ الجزاں کے چیخہرے خانہ جنگی نے ازادی ہیں۔ وہاں ایک لاکھ مسلمان ہلاک ہو چکے ہیں۔ لیہیا بھی کوئی ترقیاتی عمل کرنا نظر نہیں آتا۔ سودان کے صدر کے وارث گرفتاری جاری ہو چکے ہیں۔ اور اب جنوری میں تیونس کا صدر ملک چھوڑ کر فرار ہو چکا ہے۔ (موصوف کی بیگم صاحبہ لاکھوں ڈالر نقد کے علاوہ ڈیرہ ہٹن سونا بھی ساتھ لے گئی ہیں)۔ اردن علاقہ کی غریب ترین ریاست ہے۔ کویت اور لادی خوشحال ہیں لیکن پوری طرح امریکہ کی گود میں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر تیل کو شمارہ کیا جائے تو کل عرب ممالک کی ٹوٹی قوی آمدن صرف اکیلے فن لینڈ کی سالانہ آمدن کے برابر ہے۔ نہ صحت، نہ بیکالاوجی، نہ معیار زندگی۔ عرب ممالک نائیوان، جنوبی کوریا اور سنگاپور جیسے کافر ممالک کی اڑائی ہوئی دھول میں وہندار ہے ہیں۔ جبکہ یہ چھوٹے چھوٹے ممالک ۵۰ سال چیختران عرب ممالک سے زیادہ غریب و پسماندہ تھے۔ وہ اسلامی عرب ممالک جو ایک دور میں کراہ ارض پر تہذیب و ثقافت کا عظیم مرکز تھے، آج ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ ساتھ لاکھا بادی کی ایک چھوٹی سی ریاست اسرائیل سے پانچ مرتبہ شکست کھا چکے ہیں۔

پاکستان کی زبوبی حالي۔ (چونسٹھ مرس کی مختصر رومداو)

خاکم بد ہن، اب پاکستان کی جغرافیائی تقسیم کے نقشے شائع کئے جا رہے ہیں۔ دونوں سرحدوں پر دباو ہڑھایا جا رہا ہے اور ناقابل قبول مطالبے کئے جا رہے ہیں۔ ہمارے ایتم بم کی حفاظت کی پیش کشیں کی جا رہی ہیں۔ اپنے ملک کے اندر فوجی کارروائی کی نوبت آگئی ہے۔ ہماری لیڈر شپ کو بدنام کرنے کی بلند آنکھ مہم جاری ہے اور افواہیں مسلسل پھیلائی جا رہی ہیں۔ لیکن پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور ہمارا پختہ ایمان ہے کہ جس نے یہ ملک دیا ہے وہ اس کی حفاظت بھی کرے گا اور دشمن کے ناپاک ارادے خاک آنکھوں گے تا ہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سیاسی تاریخ کا بھی جائزہ لے لیں غور کریں تو معلوم ہو گا کہ قومی سطح پر ہماری کج روی کا آغاز آزادی کے بعد اولین برسوں ہی میں ہو گیا تھا۔

صوبہ بنگال (مشرقی پاکستان) :

تقسیم سے پہلے حسین شہید سہروردی، جو اچھے مقترن اور مقبول بنگالی لیڈر تھے، پورے متحدہ بنگال کے وزیر اعظم تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۲، اگست ۱۹۴۷ء کوان کی بجائے شریف النض لیکن غیر منتخب مسلم لیگی خواجه حافظہ الدین کو مشرقی پاکستان کا وزیر اعلیٰ بنایا گیا۔ اس طرح سہروردی کے لئے ہمدردی پیدا ہوئی۔ جس کو بعد میں اسکے نائب شیخ محب الرحمن نے خوب استعمال کیا۔ بہت کم بنگالی اعلیٰ سول یا فوجی عہدوں پر فائز تھے۔ جب صوبے کے کلیدی عہدوں پر پنجابی افسر مقرر ہوئے اور سٹرل پیئر یئرس ویس CSS کا اعلان ہوا جس میں بھرتی صلاحیت اور انتخبوں کی بنیاد پر، پورے پاکستان سے انتخاب کے بعد ہوتی تھی تو پڑھنے کے بنگالیوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ اسی طرح فوج میں بھرتی کا معیار بھی کل پاکستان کی بنیاد پر انتخاب تھا۔ فضا یہ میں بھی انگریز دور کی طرح جہلم، لاہور، راولپنڈی، ملتان، پشاور، سرگودھا اور سیالکوٹ کے امیدواروں کو ترجیح دی جاتی رہی۔ اور پر سے اگست ۱۹۴۷ء ہی میں ایک بنگالی وزیر فضل الرحمن نے یہیان دے دیا کہ اگر چہ صوبوں میں ذریعہ تعلیم صوبائی زبانیں ہو گیں تا ہم میں الصوبائی معاملات کے لیے ایک قومی زبان ہو گی جو شاکر دو ہو گی۔

حاصل مطالعہ
یہ اکٹھاف بہت بے وقت تھا۔ چنانچہ دستور ساز اسمبلی کا جلاس شروع ہوتے ہی ایک بنگالی مجرمنے روڑ میں ترمیم کی تجویز پیش کر دی کہ اردو اور انگریزی کے ملا وہ بنگالی میں تقاریر کی بھی اجازت ہوئی چاہیے اس نے یہ بھی کہا کہ چونکہ ملک کی کل آبادی کے کروڑ میں سے ساڑھے چار کروڑ عوام (۶۲ فیصد) کی زبان بنگالی ہے اس لئے قومی زبان بنگالی ہوئی چاہیے۔ وزیر اعظم یافت علی خان نے اس کے جواب میں سخت دلائل دیے۔
۶۱ میں ساز اسمبلی میں اس بحث کے بعد شرقی پاکستان میں بنگالی زبان کے حق میں مظاہر سے اور ہنرمندی میں شروع ہو گئے حتیٰ کہ لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کرنی پڑی، ڈھاکر میں ایک ہفتہ کا کرفیو گانا پڑا، وفعہ ۱۹۷۲ انا فذ کردی گئی اور جلسہ جلوس پر پابندی لگادی گئی۔ شرقی پاکستان کی صوبائی اسمبلی نے بنگالی کو شرقی پاکستان کی سرکاری زبان بنانے کی قرارداد منظور کر لی۔ حضرت قادر اعظم مارچ ۱۹۷۸ء میں ڈھاکہ تشریف لے گئے تو ۱۹۷۸ء مارچ کو ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہو گی، دوسری کوئی زبان نہیں ہو گی۔ اس اعلان پر تسلیم ثم کرنے کی بجائے اسکی خلافت میں بنگالی اور زیادہ تحرک ہو گئے۔ سہروردی کے ہٹائے جانے، سول اور فوجی اعلیٰ عہدوں پر بنگالیوں کی کم تقریبی، اور اردو کو قومی زبان بنانے کے مسائل کو بہت اچھا لایا، اور بنگالی قومیت کے جذبہ کو بہت پذیرائی ملی۔
بنگالی حقوق کی پامالی کا پروپرینڈا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ شرقی پاکستان کی مسلم لیگی حکومت نے پٹ سن کی برآمد سے ہونے والی کل آمدن جو کہ ملکی برآمدات کا پڑا حصہ تھی، شرقی پاکستان کو دیے جانے کا مطالبہ کر دیا۔ اور اسی مسئلہ پر بنگالی وزیر تجارت نے دسمبر ۱۹۷۹ء میں وزارت سے استغفار دے دیا۔ زبان کا مسئلہ اتنا بڑا کہ ۱۹۵۲ء میں طلباء کے ایک زبردست مظاہرے پر گولی چلانی پڑی۔ لوگ مارے گئے اور ۴۰۰ زخمی ہوئے۔ اس پر بنگالی زبان کو بھی اردو کے ساتھ ساتھ قومی زبان قرار دے دیا گیا۔ (کاشی یا قدام ۱۹۷۸ء میں ہی کر لیا جانا)۔ پٹ سن کا مطالبہ بنگالیوں کے قومی مطالبہ کی بھل اختیار کر گیا حتیٰ کہ ۱۹۷۵ء میں سہروردی کے جانشین محب الرحمن کے ۶ نکات کا مرکزی نکتہ بن کر سامنے آیا۔ اس سیاسی بے چینی کو صوبہ کی معاشی پس ماندگی نے اور شدید کر دیا، اور یہ احساس عام ہو گیا کہ سارے ترقیاتی کام مصرف مغربی پاکستان ہی میں ہوتے ہیں۔
چنانچہ ۱۹۵۲ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو بہت بڑی نکست ہوئی۔ ۱۹۷۷ء میں سے ۱۹۷۳ء کے

خلاف مخاذنے جیت لیں۔ جس پر نو تجسسی سنبھل کو معطل کر دیا گیا، اور سکندر مرزا کو شریقی پاکستان کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح چند ہی سالوں کے اندر رائی سی شکایات پیدا ہو گئیں جن کے باعث آزادی کے ۱۹۴۷ء بعد ہی وہ اکثریتی صوبہ ملک سے الگ ہو کر بندگہ دیش بن گیا جہاں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور جہاں کے مولوی فضل الحق نے قرار دادا پاکستان پیش کی تھی۔

صوبہ پنجاب:

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو فرانس مودی کو جو کہ یوپی کے آئی افرانچے، صوبہ پنجاب کا پہلا گورنر، اور نواب افتخار حسین مدرس کو پہلا وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا جو دونوں ۱۹۴۹ء تک تسلیم کے ساتھ برسر اقتدار ہے۔ دارالحکومت اگرچہ کراچی میں تھا، تاہم مرکز کے ساتھ صوبہ کی کوئی کشمکش سامنے نہیں آئی۔ فوج اور رسول سروں میں پنجابی افران کی پہلے ہی اکثریت تھی جو بدستور قائم رہی۔ ہندوستان سے یونیورسٹی نا جرا پناہ سرمایہ لے کر پاکستان آگئے اور صوبہ میں حکومت کی مدد سے کارخانے لگانے شروع ہو گئے جس سے خوشحالی میں اضافہ ہوتا گیا۔ متزوکر املاک کی الاممٹ میں مہاجرین کے ساتھ ساتھ مقامی لوگ بھی منہک ہو گئے۔ البتہ یہاں مہاجرین کی کمی آمد سے کچھ ٹکین مسائل پیدا ہوئے کیونکہ کل ۲۰ لاکھ مہاجرین میں سے ۲۰ لاکھ پنجاب میں آباد ہوئے تھے۔ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر بھی اکثر یوپی سے آئے ہوئے افران مقرر ہوئے۔ پہلے ہومیکریٹری بھی یوپی کے ایک آئی ایس افران جمیلی کو گایا گیا۔ لیکن پنجاب میں اردو زبان اجنبی نہیں تھی۔ جب ۱۹۵۱ء میں رواں پنڈی کے جلسہ عام میں قائدِ ملت لیاقت علی خان کو کوئی مارکر شہید کر دیا گیا تو قتل میں با اڑ پنجابی سیاستدانوں کے ملوث ہونے کی باتیں بھی ہوئیں لیکن یہ افواہیں ہی رہیں۔ اندر وطنی طور پر پنجاب کی افسرشاہی کی بے انصافیوں اور عوام پر تشدد کے باوجود پنجاب میں مرکزی حکومت یا ریاست کے خلاف کوئی قابل ذکر جذبات پیدا نہیں ہوئے۔

صوبہ سرحد:

قیام پاکستان کے وقت صوبہ سرحد میں کامگرس کی حکومت تھی اور خان عبدالغفار خان کے بڑے بھائی ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ تھے۔ ۱۹۷۶ء کے انتخابات میں صوبائی اسمبلی میں کامگرس نے ۲۱ سینیٹس اور مسلم لیگ نے ۱۵ سینیٹس جیتی تھیں۔ لیکن ڈاکٹر خان صاحب اور انگلی پارٹی نے ہندستان میں شمولیت کے لئے ووٹ ڈالے تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۷ء کو ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت کو بر طرف کر کے مسلم لیگی عبد القوم خان کو وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ قوم خان کو اطلاع تھی کہ ڈاکٹر خان صاحب آزاد پختونستان کا اعلان کرنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے وزیر اعلیٰ بنخیہ ہی عبد الغفار خان کو گرفتار کر لیا جنہیں اگلے ہی دن فرنٹیئر کراپٹر گولی یہاں کے تحت ۲ سال کی سزا نے قید نادی گئی۔ اس پر سرخ پوشوں نے حکومت کے خلاف تحریک شروع کر دی۔ قوم خان نے سخت اقدامات کیے۔ ایک جسے پر فائزگ میں سینکڑوں لوگ مارے گئے اور ہزاروں کو جیل میں ڈالا گیا۔ افغانستان نے سرخ پوشوں کی حمایت شروع کر دی چنانچہ ۱۹۷۸ء میں غفار خان اور عبد الصمد اچھری نے پختونستان کے قیام کا مطالبہ رائج یا جو گوامی حمایت حاصل نہ ہو سکنے کی وجہ سے اور مناسب انتظامی اقدامات کے باعث دھتو رکیا۔ لیکن افغانستان نے اپنے حالات کے باوجود پاکستان کو زیچ کرنے کا کوئی موقع آج تک ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

صوبہ سندھ

گول میز کانفرنس میں اخراجے گئے مطالبہ کے نتیجہ میں ۱۹۲۵ء میں سندھ علیحدہ صوبہ بنا۔ ۱۹۲۸ء میں سندھ اس بھلی میں ہی جی ایم سید نے مسلمانوں کے لئے آزادیاًستوں کے قیام کی قرارداد پیش کی تھی لیکن سندھ میں پنجابی آبادکاروں کو زمینیں الٹ ہونے کی وجہ سے سندھیوں کو پنجابی پسند نہ تھے۔ پنجاب اور سندھ کے لوگوں میں تہذیبی فاصلہ بھی ایک حقیقت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی کو دارالحکومت بنایا گیا تو دوسرے شہروں سے آئے ہوئے افران اور کاروباری لوگ کراچی میں آباد ہونے لگے۔ اردو بولنے والے مہاجرین بھی زیادہ تر کراچی میں آباد ہوئے۔ اس سے سندھیوں میں بے چینی پیدا ہوئی شروع ہوتی۔ جب قائدِ اعظم نے کراچی کو مرکز کی تحویل میں لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو وزیر اعلیٰ ایوب کھوزہ نے جو ایک بڑے سندھی زمیندار تھے، بر ملا مخالفت کی۔ ۱۹۲۸ء کے اوائل میں ہی یومِ کراچی منانے کے لئے ہڑتاں ہوئی اور صوبائی اس بھلی نے اس تجویز کے خلاف قرارداد منظور کر لی۔ سینیس سے سندھی مہاجر اتفاقی اہندا ہوئی۔ چنانچہ ایوب کھوزہ کو وزارت سے بر طرف کر دیا گیا اور مقدمہ چلا کر تین سال کے لئے ہاں قرار دے دیا گیا۔ حیدر آباد اور کراچی میں ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی جانداری میں مہاجرین کی آبادکاری کے لئے الٹ ہونے لگیں۔ اردو کوئوی زبان قرار دیا گیا تو اردو بولنے گیا۔ اور جب سندھ کے سکولوں میں سندھی زبان کو لازمی کی بجائے اختیاری زبان قرار دیا گیا تو اردو بولنے والے مہاجرین سندھ کی مقامی زبان سے بالکل ہی نا بلدر رہنے لگے۔ اور سندھ کے سب سے بڑے شہر میں اردو سپیکنگ کیونٹی اگلے تھلک نظر آنے لگی، اور یہ تفریق روزہ روزہ زنمایاں ہوتی گی۔ ویلے سندھ کے پانی کی تقسیم کے تازعات بھی انگریز کے زمانے سے موجود تھے۔ سندھ کی معیشت ہمیشہ سے دریائے سندھ کے پانی پر ہی محصر تھی چنانچہ جب انگریزوں نے بیسویں صدی کے شروع میں پنجاب میں نہری نظام قائم کرنا شروع کیا تو سندھ میں خطرے کی کھنڈیاں بچنی شروع ہو گئی تھیں۔ پنجاب پر پانی سے متعلق اڑامات لگنے شروع ہو گئے تو ۱۹۲۰ء کی دہائی میں امداد و ارکمنش بنا، جس نے سندھ اور پنجاب میں پانی کی تقسیم کے متعلق سفارشات تیار کر لیں لیکن کسی فیصلہ پر اتفاق سے پہلے ہی ہندوستان تقسیم ہو گیا اور سندھ کے خدشات بدستور رہے۔ اس طرح اردو سپیکنگ مہاجرین، کراچی میں غیر سندھی آبادکار، اور دریائے سندھ کے پانی کا مسئلہ روزاں اول

ہی سے سندھ میں مرکزی مسئلے رہے ہیں۔ اور شروع میں مرکز اور سندھ کی حکومتوں میں کمکش کے نتیجے میں سندھ کی حکومتیں ہر سال تبدیل ہوتی رہیں جس سے سیاست دانوں کی بجائے اسلامیت مظبوط ہوتی گئی۔ ایوب کھوڑے ۱۹۷۸ء میں وزیر اعلیٰ بنے اور ۱۹۷۸ء میں بر طرف ہو گئے۔ بیرونی بخش ۱۹۷۸ء میں بنے تو ۱۹۷۹ء میں بر طرف ہو گئے۔ یوسف ہارون بنے تو ایک سال بعد وہ بھی بر طرف ہو گئے۔ پھر قاضی فضل اللہ وزیر اعلیٰ بنے تو انہیں بھی ۱۹۵۱ء میں بر طرف کر دیا گیا۔

صوبہ بلوچستان:

باقی تین صوبوں کی طرح کا حکومتی ڈھانچہ بلوچستان کی صرف ایک پٹی میں موجود تھا جو برلن بلوچستان کا ہلاتی تھی اور شمال میں افغانستان کی سرحد کے ساتھ ایران کی سرحد تک کے علاقے پر مشتمل تھی۔ وسیع و بیض بلوچستان کا باقی سارا علاقہ بلوچ سرحداروں کی ریاستیں تھیں جو اندر ولی طور پر آزاد اور بابا ہم ایک ڈھنلی ڈھانیں میں شامل تھیں۔ ۱۹۷۳ء میں کوئی مسلم لیگ کی کانفرنس سے خطاب کے دوران قائدِ اعظم نے بلوچستان کے لئے تکمیل صوبہ کے درجے کا مطالبہ کیا تھا۔ ستمبر ۱۹۷۵ء میں قائدِ اعظم ایک ماہ کے لئے خان آف فلات کے مہمان بھی رہے تھے، جہاں انہیں اور مس جناح کوان کے وزن کے برابر ۱۱۰ اپونڈ سونے اور ۱۱۰ اپونڈ چاندی میں تو لا گیا تھا۔ مس جناح کو ایک لاکھ روپے مالیت کا ایک تیجی ہار بھی پیش کیا گیا تھا۔ یہ بلوچستان کی سب سے بڑی ریاست کی طرف سے تحریک پاکستان کے قائد کی پذیرائی اور ان کے ساتھ خبر سگالی کاظمی تھا۔ ڈی ۷ سال بعد، فروری ۱۹۷۷ء میں برطانیہ نے سرکاری طور پر اعلان کر دیا کہ جون ۱۹۷۸ء تک ہندوستان کو تقسیم کر کے دو حکومتوں کے حوالے کر دیا جائیگا اور واسرائے لارڈ ماونٹ بیٹن نے ہندوستانی سیاستدانوں کے ساتھ مذاکرات شروع کیے تو خان آف فلات سے بھی ملاقات کی۔ اس ملاقات کے بعد دی خان آف فلات نے اعلان کر دیا کہ برطانیہ کی واپسی کے بعد فلات اپنی خود مختاری کا اعلان کر دے گا۔ البتہ قیام پاکستان کے دن ۱۲ اگست کو ایک معاهده ہو گیا جس پر ایک طرف قائدِ اعظم اور قائدِ ملت، دوسری طرف خان آف فلات اور ان کے قانونی مشیر نے، اور ان کے علاوہ واسرائے لارڈ ماونٹ بیٹن نے بھی دستخط کیے۔ اس معاهدہ میں

حاصل مطالعہ۔ تسلیم کیا گیا کہ حکومت پاکستان کو ریاست قلات کے بارے میں وہ تمام آئینی، قانونی اور سیاسی حقوق حاصل ہو گئے جو حکومت بر طابیہ کو حاصل تھے۔ یہ بھی طے ہوا کہ قلات اور پاکستان کے درمیان دفاعی، خارجی اور موافقانی امور کے بارے تعلقات کی تفصیل طے کرنے کے لیے بعد میں کراچی میں مذاکرات ہو گئے۔ لیکن خان آف قلات نے اگلے ہی روز، ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاپی خود اختارتی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ۲۰ اگست ۱۹۴۷ء کو کوئی میں پنجابی مہاجرین اور مقامی پٹھانوں کے درمیان، اور ملکی و غیر ملکی ہندوآبادی کے درمیان فسادات شروع ہو گئے۔ جس پر ایک سورداروں کو گرفتار کر لیا گیا، اور کمپوں میں ۱۵،۰۰۰ پناہ گزینوں میں منت راشن اور دو دو حصہ تقسیم کیا گیا۔ کوئی میں متعین، گورنر جنرل کے انگریز نمائندے نے فسادات کی ساری ذمہ داری شرقی ہنگام سے آئے مسلمان مہاجرین پر عائد کر دی۔ اس سے پنجابی اور بلوچوں کے درمیان تضاد میں اضافہ ہوا۔ اسی دوران خاران، سبیلہ اور سکران کی ساحلی ریاستوں نے پاکستان سے الماق کا اعلان کر دیا۔ اس طرح قلات، چاروں طرف سے گھیرے میں آگیا تو ۲ مارچ ۱۹۴۸ء کو قلات نے بھی پاکستان کے ساتھ الماق کا معاہدہ کر لیا۔ لیکن پھر ایک سال کے اندر ہی خان آف قلات کے قریبی عزیز پرنس عبدالکریم جلال وان کے علاقے سے با غایا بیٹر پھر، بے شمار اسلحہ اور ۱۶۰ سالخ ساتھیوں سمیت گرفتار ہوئے تو ان کے پاس سے بھائی مدھب کے رہنماب اب کاریا ہوا "پاکستان کی کافر (؟) حکومت" کے خلاف جہاد کا ایک فتوی بھی برآمد ہوا اور عظیم ریاست بلوچستان کا ایک ایسا آئینی مسودہ بھی برآمد ہوا جس کی رو سے صرف بلوچوں کو بلوچستان کا شہری تسلیم کیا جانا تھا۔ حضرت قادر عظیم نے دوسرے تمام سرداروں کے وظائف اور مراعات بھی بدستور جاری رکھنے کا اعلان کر دیا تھا، وہ اپنے اپنے علاقوں میں با دشائیوں کی حیثیت سے لوگوں کی زندگی، موت، مال اور آمر و کے مالک بننے ہوئے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا، ایک لیٹی وی ایش رویوں میں سردار نے مولا جو ابدیا کہ صدر پوچھا گیا کہ صدر پرویز مشرف کے کوہلو میں جلسہ پر راکٹ حملہ کیوں کیا گیا، تو سردار نے مولا جو ابدیا کہ صدر صاحب کس سے پوچھ کر وہاں آئے تھے؟ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ میری قوم کا پچھہ بھی اپنے علاقے میں غیر (؟) کی آمد کی مزاحمت کر لیا چاہے اس کے پاس صرف ایک لاغی ہی ہو۔ بلوچستان میں ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء میں سمیت اب تک متعدد بار بغاوت نما حالات پیدا ہو چکے ہیں۔

کشمیر :

قیم ہند کے وقت ریاستوں کو حق دیا گیا تھا کہ بھارت یا پاکستان، جس سے چاہیں الحاق کر لیں۔ کشمیر کا حکمران مہاراجہ ہری سنگھ ہندو تھا جبکہ عوام کی بھارتی اکثریت مسلمان تھی جو پاکستان سے الحاق چاہتی تھی۔ راجہ نے الحاق کا فیصلہ کرنے کے لئے مہلت مانگ لی جو دے دی گئی۔ لیکن راجہ کی نیت کی بھلک پڑنے پر جموں کے مسلم عوام نے پاکستان کے ساتھ الحاق کے لئے باڑا انشروع کر دیا۔ اس کے مسلسل ایت وعل سے ٹکڑے آ کر مغربی کشمیر کے مسلمان باشندے دیر کے قبائلی لشکر سے مل کر کشمیر میں داخل ہو گئے اور کامیابی سے پیش قدی شروع کر دی۔ راجہ نے شروع میں کچھ مزاحمت کی، لیکن بعد میں اس نے بھارت کے گورنر جنرل سے مدد کی درخواست کر دی۔ چونکہ پاکستان اور بھارت میں عدم مداخلت کا معاهدہ موجود تھا، لارڈ مورٹن بیٹھن نے راجہ ہری سنگھ سے کہا کہ اگر بھارتی مدد درکار ہے تو بھارت سے الحاق کرنا ہو گا۔ لشکر کی بارہ ہوا اور سری گمراہ طرف مسلسل پیش قدی سے گھبرا کر ہند و راجہ نے بھارت سے الحاق کی دستاویز پر وتحط کر دئے۔ اس طرح اکتوبر ۱۹۷۱ء میں بھارتی فوجیں کشمیر میں داخل ہو گئیں اور مجاہدین کا لشکر سری گمراہ میں داخل نہ ہو سکا۔ بھارت پاکستان کے خلاف شکایت لے کر اقوام متحدہ میں چلا گیا جہاں سے اکتوبر ۱۹۷۸ء میں قرارداد نمبر ۲۷ پاس ہوئی جس میں جنگ بندی کا حکم دیا گیا، اور پاکستان کو مداخلت سے روک دیا گیا لیکن بھارتی فوج کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ کشمیر سے کسی کو نکال سکے۔ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ رائے شماری سے کرنے کا کہا گیا، جس پر دونوں ممالک متفق ہو گئے لیکن بعد میں شیخ عبداللہ اور پنڈت نہرو رائے شماری سے مخالف ہو گئے جس پر کشمیر میں عوامی مزاحمت شروع ہو گئی جو آج تک جاری ہے۔ اس میں ۱۹۸۹ء سے شدت آگئی۔ اسی مسلسل کشمیر پر ۱۹۹۸ء میں کارگل کا بلاکت آفریں معرکہ اور قبل از ۱۹۶۵ء میں ۷ اروزہ بے نتیجہ جنگ بھی ہو چکی ہے۔ یہ تین معااملے ۶۲ سال سے متعلق ہے۔ کشمیر میں کوئی ہماہی سے نکلنے والے دریاؤں کے دہانے ہونے کی وجہ سے بھارت پاکستان کے پانی پر اپنا اختیار قائم رکھنے کا خواہشمند ہے۔ لیکن جلدیا بدیر، اس کو اپنی ہٹ دھرمی چھوڑتے ہی بنے گی۔

محمد بشیر ہرل

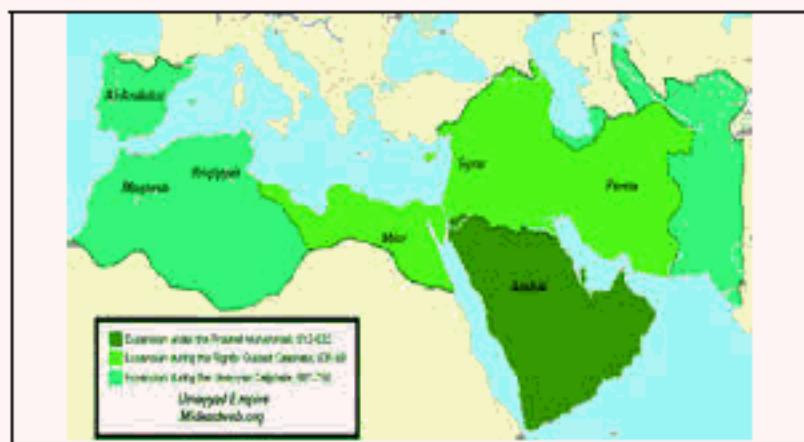
الحاصل، یہ ہیں وہ مشکلات جو روزاول سے پاکستان کو درجیں ہیں۔ معیشت، نسلک، تعلیم، انجینئرنگ، مواصلات، میڈیا، ریسروچ، غرضیکرد ہر شعبہ میں ہماری بہترین اور جدید ترین صلاحیتوں، موبائل فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، جتی اکنیوکلیر سائنس میں ترقی یا فتنہ مالک کے ہم پلے ہونے اور عوام کے بھتی ہونے کے باوجودو، ہماری زبوبی حالت کی وجہاً ایک نو عمر قوم کی سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے علاوہ یہی مسائل اور (افغانستان میں روئی و امریکی مداخلت کے طفیل) ہمارے قبائلی علاقوں کی بداثتی ہے۔ اس پر مسترا دوہ سوی تر میں ہیں جن کے مل پر غیر اقوام ہمیں وبا تی چلی آ رہی ہیں اور ہم طویل منصوبہ بندیاں کر کے قدم آگے گئے ہیں، اور سو فیصد تعلیم و سو فیصد روزگار مہیا کرنے کے قابل نہیں ہو پائے۔

محمد بشیر ہرل۔ ۲۱ جنوری ۲۰۱۱ء

(خطبہ رفتہ کے چند نکتے منک ہیں)



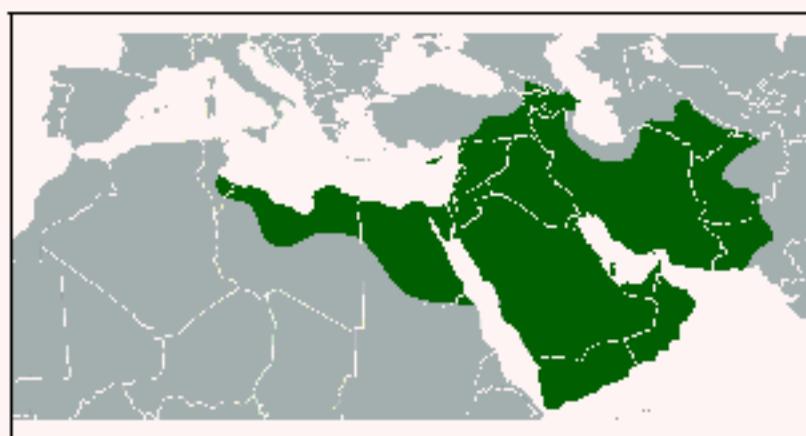
مختلف ادوار میں اسلامی سلطنت



حیات رسول اللہ میں ملکتِ اسلامیہ (۶۲۲ء تا ۶۳۲ء) پورا ہے جس کے عرب



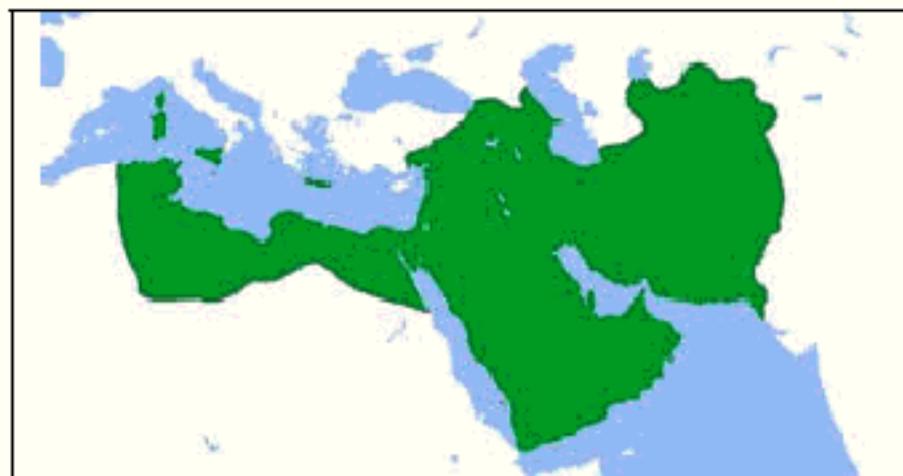
خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں



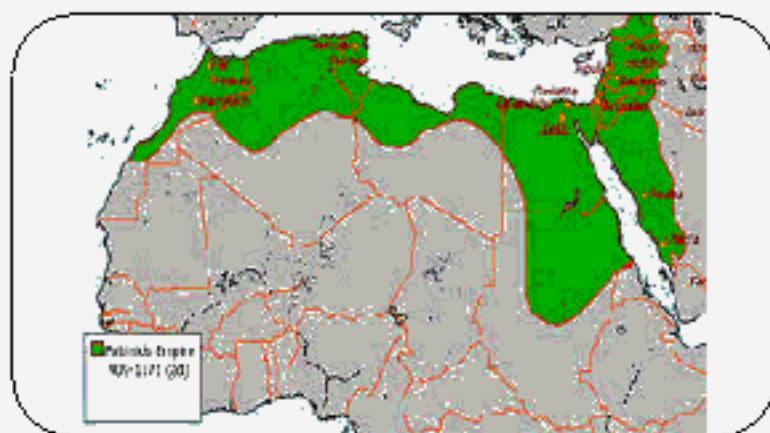
عہد خلافت راشدہ میں ملکتِ اسلامیہ (۶۳۲ء تا ۷۵۰ء)



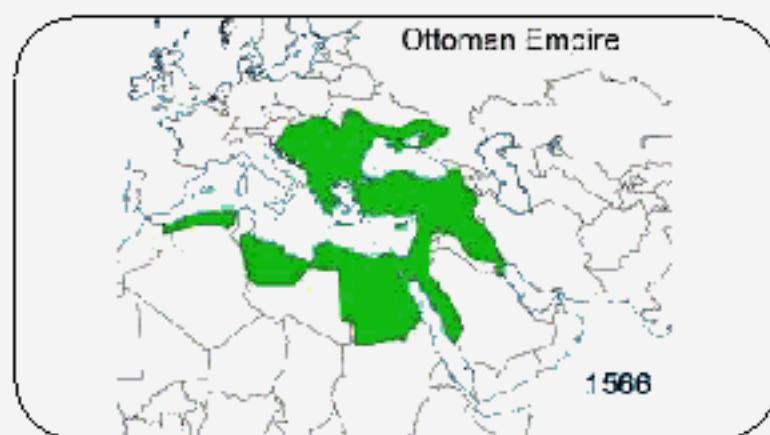
سلطنت بخواهی (۲۲۰ ۷۵۰ کم مربع میل)



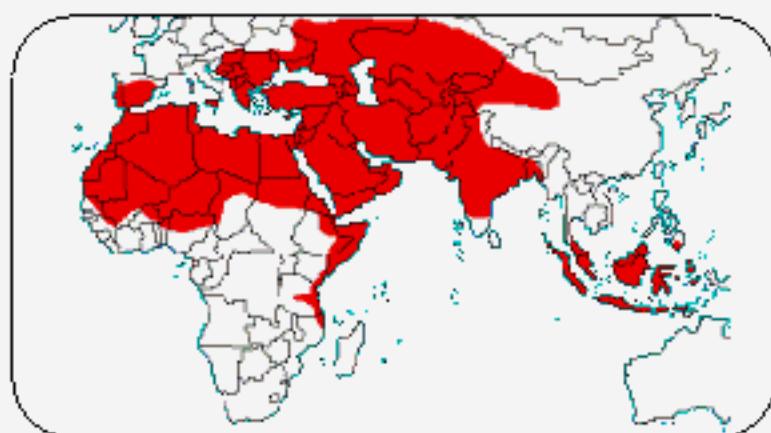
سلطنت عبارت (۲۵۰ ۷۴۰ کم مربع میل)



مصری فاطمی ملکت (۹۰۹ء تا ۱۷۱۶ء) ۱۹ لاکھ ریاستیں



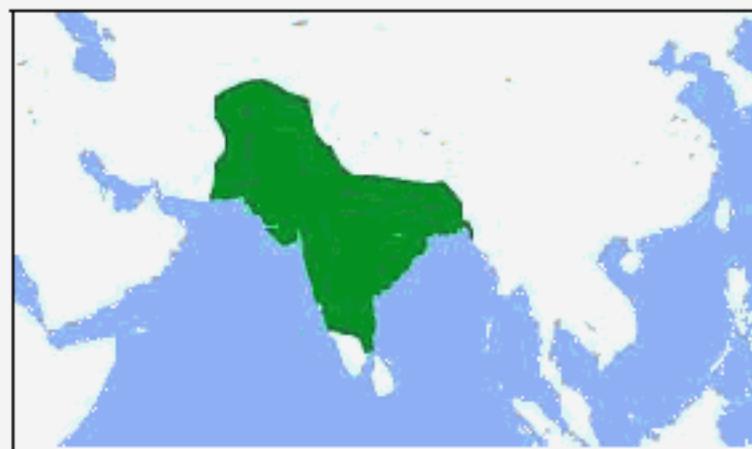
خلافت عثمانیہ (۱۳۲۹ء تا ۱۹۲۳ء) ۳۳ لاکھ ریاستیں
1800ء میں خلافت عثمانیہ نے انگلیوں پر غالب تھی اور 1919ء تک اس کی تحریم کیں اور عجیب تھی



وسعی ترین اسلامی دنیا



مغول ملکت (۱۲۰۶ء تا ۱۲۹۳ء) اکروز ۵۰ لاکھ ریاستیں



ہندوستان کی مغلیہ سلطنت ۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء

ظہیر الدین بابر نا بہادر شاہ قفر

مرتب



محمد بشیر ہرل
0333-6517766

مضمون زگارا و اڑڑی ٹینٹ پلانٹس کی معروف کمپنی بی ایچ انڈسٹریز لمیڈد
کے میجنگ ڈائریکٹر ہیں۔

دنیا کے بیشتر مشرقی و مغربی ممالک کے سفر کا (بیشمول حج بیت اللہ)
اور تمام مذاہب کے لوگوں سے تبادلہ خیال کا موقع پاچکے ہیں